پڑوسیوں کے حقوق
اسلامی طرز زندگی میں

مؤلف: سیف اللہ قنبری نیک
مترجم: ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری

اسلام وہ واحد دین ہے جس کی بنیاد اجتماعی زندگی پر استوار ہے اور انسان کے مدنی الطبع ہونے کے مد نظر زندگی کے مختلف امور میں سماجیات کو شامل کیا گیا ہے۔ خاندان کو انسانی معاشرہ کا سب سے اہم جز مانا جاتا ہے اور اس کے فوراً بعد پڑوسیوں کا نام آتا ہے، جن کا ایک دوسرے سے اہم اور موثر معاشرتی تعلقات ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ ایک تہذیبی نمونہ اور شناخت پیدا ہوتی ہے۔

ہمسایہ یا پڑوسی کو عربی زبان میں جار اور جنب کہتے ہیں (مصطفوی، ۱۳۶۸، ج ۲، ۱۱۴) جس کی جمع جیران ہیں۔ قرآن کریم میں یہ لفظ پناہ مانگنے یا خطرے سے دوچار فرد کو پناہ دینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالی نے پناہ دینے کو اپنے رحمت الٰہی کے ذریعہ امن وسلامتی کی بنیاد قرار دیا ہے۔

سید عبداللہ شبر نے سورہ نسا کی ۳۶ آیت کی تفسیر میں جار ذی القربی اور جار الجنب کے تین معنی بیان کئے ہیں: ذی القربی قریبی پڑوسی یا رشتہ دار یا ہم عقیدہ شخص ہے اور جنب سے مراد دور کا پڑوسی ہے۔ (شبر، ۱۳۷۳، ۱۱۴)

علامہ طباطبائی کا ماننا ہے کہ جار ذی القربی سے مراد قریب کا پڑوسی ہے اور جار الجنب سے مراد اجنبی پڑوسی ہے۔ اور والصاحب بالجنب یعنی ایسا شخص جو سفر اور حضر ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے (طباطبائی، ۱۳۷۷، ج ۴، ص ۵۶۲)

پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کی سیرت کے مطالعہ سے پڑوسی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ پیغمبر رحمت جو پڑوسی کو آزار و اذیت دینے کو اپنے آپ کو آزار و اذیت دینے کے برابر قرار دیتے ہیں اور اپنے حقیقی ماننے والوں سے یہی چاہتے ہیں کہ خاندان اور پڑوسی امن وسلامتی اور حسن سلوک کے ساتھ زندگی بسر کریں کیونکہ ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے فیملی اور پڑوسیوں کا ایک دوسرے سے حسن سلوک بہت ضروری

ہے۔رسول خدا(ص) فرماتے ہیں: جبرئیل امین نے پڑوسیوں کے سلسلہ میں اتنی سفارش کی کہ مجھے گمان ہوا کہ پڑوسی میراث میں بھی حقدار ہوگا۔(پاینده، ۱۳۸۵، ح ۴۶۲)

حضرت علی(ع) ارشاد فرماتے ہیں: ہمارے شیعہ ہماری ولایت کی وجہ سے ایک دوسرے کو بذل و بخشش کرتے ہیں...اپنے پڑوسی کے لئے باعث برکت ہیں اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پر امن طریقے سے زندگی بسر کرتے ہیں۔(کلینی، ۱۳۷۵، ج ۳، ص ۳۲۳)اسی طرح آنحضرت نے پانچ خصلتوں کا ذکر کیا جن کو اپنانے سے انسان، جنت کا حقدار بن سکتا ہے اور ان میں سے ایک خصلت پڑوسی سے اچھا سلوک ہے۔

امام حسن مجتبی(ع) بچپن میں ایک رات صبح صادق تک اپنی والدہ جناب فاطمہ زہرا(س) کی عبادت کو غور سے مشاہدہ کرتے رہے۔امام نے دیکھا کہ آپ کی والدہ نے بہت سے لوگوں کے لئے دعا مانگی لیکن اپنے لئے کوئی دعا نہیں کی۔آپ نے اپنی والدہ سے فرمایا: آپ نے سب کے حق میں دعائے خیر کی لیکن اپنے بارے میں کوئی دعا نہیں کی۔ جناب فاطمہ زہرا(س) نے فرمایا: ”یا بنی ، الجار ثم الدار“۔اے میرے بیٹے! پہلے پڑوسی، پھر گھر۔(مجلسی، ۱۳۸۸، ج ۴۳، ص ۸۵)

حضرت علی(ع) خطبہ قاصعہ میں غلط تعصّبات، بیہودہ فخر فروشی اور قوم و قبیلہ پر فخر و مباہات کرنے والوں پر شدت سے تنقید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:اگر تعصب کرنا ہی ہے تو پسندیدہ کردار اور اخلاق کریمہ پر فخر کرو۔آپ نے اسی خطبے میں انسان کی بعض خصوصیات و فضائل کو بیان کیا ہے جن میں سب سے اہم فضیلت پڑوسی کے حقوق کی مراعات ہے(نہج البلاغہ، ۱۳۸۵، خطبہ قاصعہ)اسی طرح متقین کی ایک صفت جس کی طرف امام علی(ع) نے خطبہ ہمام میں اشارہ کیا ہے وہ پڑوسی کو اذیت نہ پہنچانا ہے(نہج البلاغہ، خطبہ ہمام، ۱۹۳)

امام علی(ع) بستر شہادت پر اپنی وصیت میں فرماتے ہیں: اللہ کا خوف کرو اور پڑوسیوں کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبر نے سفارش کی ہے(مجلسی، ۱۳۸۸، ج ۱۷، ص ۱۵۳)

امام زین العابدین(ع) پڑوسی کے حقوق پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں: اور تمہارے پڑوسی کا تم پر یہ حق ہے کہ اس کی غیبت میں اس کی حفاظت کرو، اور سب کے سامنے اس کا احترام کرو، اگر اس پر ظلم ہوتا ہے تو اس کی حمایت کرو، اگر نصیحت کے اثر انداز ہونے کا احتمال ہے تو اسے نصیحت کرو، سختیوں اور پریشانیوں میں اسے تنہا نہ چھوڑو اور اس کی غلطیوں کو معاف کردو، اس کی حیثیت کے مطابق اس سے حسن سلوک کرتے رہو۔

امام سجاد (ع) صحیفہ سجادیہ کی ۲۴ دعا میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ انہیں اپنے پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا کرے تا کہ ان کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں اور غریب پڑوسیوں کی مدد کر سکیں اور ان کی آزار واذیت کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔

امام صادق (ع) سے منقول ہے کہ ورع، عفت اور پڑوسیوں سے حسن سلوک، ائمہ کی سیرت ہے (مجلسی ۱۳۸۸، ج ۴۷، ص ۱۵۸)

اسلام میں پڑوسی ہونے کا معیار

رسول خدا (ص) اپنی مشہور حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں چاروں طرف سے چالیس گھر، پڑوسی شمار ہوتے ہیں۔اس طرح سے گاؤں اور چھوٹے شہروں میں بہت سے لوگ ایک دوسرے کے پڑوسی شمار ہوتے ہیں۔اسلامی معیار کے مطابق، ایک شہر کے سبھی لوگ کسی نہ کسی طرح سے ایک دوسرے کے پڑوسی شمار ہونگیں۔اگر ہم پڑوسی کے حقوق کے سلسلہ میں مروی روایات پر عمل کرتے ہیں تو بہت سی سماجی، اخلاقی اور تربیتی پریشانیوں سے نجات پا سکتے ہیں اور سکون کی زندگی گزار سکتے ہیں۔حق ہمسایگی کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ حقوق دو طرفہ ہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی پر حق ہو لیکن اس کے اوپر کسی کا کوئی حق نہ ہو۔امام صادق (ع) فرماتے ہیں: کیا تم شرم نہیں کرتے کہ تمہارا پڑوسی تمہارے بارے میں حق ہمسایگی ادا کرے لیکن تم اس سے بے خبر رہو۔ (کلینی، ۱۳۷۵، ج ۱، ص ۲۱۴)

پڑوسی کے اقسام

پیغمبر اسلام (ص) کے قول کے مطابق پڑوسی تین طرح کے ہوتے ہیں۔پہلا وہ جس کا ایک حق ہوتا ہے۔دوسرا وہ جس کا دو حق ہوتا ہے۔ تیسرا وہ جس کا تین حق ہوتا ہے۔وہ پڑوسی جس کا صرف ایک حق ہے وہ غیر مسلمان پڑوسی ہے۔وہ پڑوسی جس کا دو حق ہے وہ مسلمان پڑوسی ہے۔وہ پڑوسی جس کا تین حق ہے وہ ایسا مسلمان پڑوسی ہے جو رشتہ دار بھی ہے۔ (حمیری، ۱۳۷۱، ص ۸۱)

اس حدیث نبوی کا مفہوم یہ ہے کہ صرف مسلمان ہونے یا رشتہ دار ہونے کی بنیاد پر پڑوسی کے حقوق نہیں ہوتے بلکہ پڑوسی ہونا اپنے آپ میں بہت اہم ہے۔یعنی اگر کسی مسلمان کے پڑوس میں غیر مسلم رہتا ہے تو حق ہمسایگی کی رعایت ضروری ہے۔ کسی محلّہ کے افراد جو ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں، ان کا ایک دوسرے سے اچھا سلوک کرنا اتنا اہم ہے کہ امام رضا (ع) نے اسے پیغمبر اسلام (ص) کی بعثت کے مقاصد میں بیان کیا ہے۔ (انصاریان، ص ۲۳)

زیادہ قریب ہونا

وہ پڑوسی جو ہم سے زیادہ قریب ہے، وہ ہم پر زیادہ حق رکھتا ہے۔ پیغمبر اسلام (ص) فرماتے ہیں: اگر دو پڑوسی ایک ہی وقت پر تم کو مدعو کریں تو جس کا گھر تمہارے گھر سے قریب ہے اس کی دعوت کو قبول کرنا چاہئے لیکن اگر کسی نے پہلے دعوت دی ہے تو اس کی دعوت قبول کرنی چاہئے۔ (پاینده، ۱۳۸۵، ح ۵۳۱)

انسانوں نے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے سماج و معاشرہ کی تشکیل دی ہے۔ یہ ضرورتیں مختلف اقسام کی ہوتی ہیں اور ان میں سے بعض ضرورتیں صرف اور صرف سماجی زندگی کی صورت میں پوری ہو سکتی ہیں۔ نفسیاتی، جسمانی اور جنسی ضرورتیں، مادی اور معنوی ضرورتیں وغیرہ وغیرہ۔ ان ساری ضرورتوں کی تکمیل کے لئے سماج و معاشرہ کی تشکیل ناگزیر ہے۔ فیملی، معاشرہ کی سب سے چھوٹی اکائی ہے جو شوہر اور بیوی پر مشتمل ہوتی ہے اور انسانی ضروتوں کی تکمیل کے لئے اس کی تشکیل ہوتی ہے لیکن یہ اکائی انسان کی جملہ ضرورتوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے لہٰذا بڑے پیانے پر محلّہ کی تشکیل ہوتی ہے تاکہ پڑوسیوں کی مدد سے انسان اپنی سماجی ضرورتوں کی تکمیل کر سکے۔

سماج کی ضرورت بچپن سے ہی انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ بچہ اپنی حیات کے ابتدائی ایام میں دوسروں سے سماجی تعلقات نہیں بنا سکتا لیکن آہستہ آہستہ اپنی ضرورتوں کے مطابق اس کے سماجی تعلقات بڑھتے ہیں۔ استاد مرتضی مطہری کے قول کے مطابق، قرآنی استنادات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سماجی ہونا انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ ان کے نظریہ کے مطابق صلاحیتوں کے لحاظ سے سب انسان برابر نہیں ہیں اور نفسیاتی اور عقلی صلاحیتوں کے لحاظ سے ان میں فرق پایا جاتا ہے۔ سماجی زندگی کی جڑیں، انسان کی فطری خواہشات میں پوشیدہ ہیں۔ (مطہری، ۱۳۷۲، ص ۱۵)

اسلامی نقطہ نظر سے تمام سماجی تعلقات، اخلاق اور انسانی اصولوں کی بنیاد پر استوار ہیں اور پڑوسی کے حقوق بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ قرآنی آیتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سماجی تعلقات اور خاص کر جن لوگوں کے ساتھ ہم ہمیشہ رہتے ہیں یعنی پڑوسیوں کے ساتھ عقلانی اصولوں سے ہٹ کر اور جذبات و احساسات کو معقول حد تک بروئے کار لانا چاہئے۔ اسی وجہ سے مروجہ حقوق سے آگے بڑھتے ہوئے مؤمنوں سے درخواست کرتا ہے کہ اپنے پڑوسیوں سے انسانی جذبات کی بنیاد پر برتاؤ کریں۔ (طبرسی، ۱۳۶۸، ج ۳، ص ۷۲)

اسلام نے رشتہ داروں کی طرح پڑوسیوں کے کچھ حقوق مقرر کئے ہیں اور اگر کوئی انہیں نظر انداز کرتا ہے تو وہ گنہگار مانا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ عفو، ایثار، رحمت، مودت، مہر و محبت وغیرہ احسان کے سب سے اہم مصادیق

ہیں۔امام سجاد (ع)فرماتے ہیں: اگر تمہیں اپنے پڑوسی کے عیب کا پتہ چل جائے تو اسے دوسروں سے بیان نہ کرو۔ (مجلسی،۱۳۶۱، ج ۷۴، ص ۷)

امام موسی کاظم (ع) فرماتے ہیں: پڑوسی سے اچھا سلوک یہ نہیں ہے کہ تم اسے آزار واذیت نہ دو بلکہ پڑوسی سے اچھا سلوک کا مطلب ہے کہ تم اس کے آزار واذیت پر صبر کرو۔ (سابق حوالہ، ج ۸۷، ص ۳۲۰)

پڑوسی سے حسن سلوک کا ایک اثر یہ ہے کہ غیر مؤمن افراد، مؤمن لوگوں کی طرف مائل ہوں گے اور اس سے سماجی تحفظ اور جانی و مالی تحفظ میں اضافہ ہوگا۔امام صادق (ع) ارشاد فرماتے ہیں: اپنی زبان سے نہیں بلکہ اپنے کردار کے ذریعہ لوگوں کو حق کی طرف دعوت دو۔ (مجلسی، ۱۳۶۱، ج ۵، ص ۱۹۸) تاکہ لوگ ہماری خوبیوں کی طرف متوجہ ہوں اور ان پر عمل کریں نہ یہ کہ زبان سے ایسی باتیں بیان کریں جن پر ہم خود عمل نہیں کرتے۔

اگر ہم پڑوسیوں سے اچھے سے بات توکرتے ہیں لیکن ان کی غیر موجودگی میں ان کی برائی کرتے ہیں تو نہ صرف پڑوسی کے حق کو ضائع کیا ہے بلکہ بچوں کی تربیت پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

حسن سلوک اور محبت سے پیش آنا پڑوسی کا سب سے اہم حق ہے۔ظاہر ہے کہ ایک دوسرے سے حسن سلوک کرنے کے نتیجے میں انسان کی اندرونی خوشی اور نفسیاتی تحفظ میں اضافہ ہوتا ہے۔پیغمبر اسلام (ص) پڑوسیوں سے حسن سلوک کو مؤمن کی علامتوں میں شمار کرتے ہیں اور پڑوسیوں سے حال چال پوچھنا، حسن سلوک کا ایک نمونہ قرار دیتے ہے۔ (مجلسی، ۱۳۸۸، ج ۷۷، ص ۲۳۱)

خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے خیر سمجھتا ہو اسے پڑوسیوں کے لئے چاہےاور جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے وہ پڑوسی کے لئے ناپسند کرے۔اسلامی نقطہ نظر سے جس طرح خاندانی تعلقات کے استحکام کے لئے حسن سلوک بہت ضروری ہے بالکل اسی طرح پڑوسیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک ضروری ہے۔رسول خدا(ص) کی نظر میں پڑوسی کے حقوق ،ماں کے حقوق کی طرح ہیں۔

پڑوسیوں کے حقوق کا دوسرا رخ، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا اور ان کی مالی اور اقتصادی پریشانیوں کو دور کرنا ہے۔ کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ صرف اپنی ضرورتوں کے در پے رہے اور اپنے پڑوسیوں سے غافل ہو جائے۔رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص اپنا پیٹ بھر لے لیکن اس کا پڑوسی بھوکا رہے وہ گویا مجھ پر ایمان نہیں لایا ہے۔ (پاینده، ۱۳۸۵، ص ۵۵۹)

اسلامی اقتصاد اور شرعی احکام میں بھی غریب پڑوسیوں پر خاص توجہ دی گئی ہے اور تاکید ہوئی ہے کہ مؤمن حضرات انفاق، صدقات اور زکات میں ان کا خیال رکھیں۔امام سجاد (ع) فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص رات

کو پیٹ بھر کر سوجائے لیکن اس کے پڑوس میں کوئی مؤمن بھوکا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتا ہے: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، میں نے اسے نیکی کا حکم دیا لیکن اس نے میری بات ماننے کے بجائے دوسروں کی بات مان لی۔ میں نے اسے اس کے اعمال کے حوالہ کیا اور اپنی عزت وجلال کی قسم میں اس شخص کو ہرگز معاف نہیں کروں گا۔ (ابن بابویہ، ۱۳۸۲، ۲۹۸)

برادر دینی سے اظہار ہمدردی اور اس کی مدد کرنا جسے اسلامی اصطلاح میں مواسات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، پڑوسیوں کے لئے بھی ثابت ہے۔ اسلام میں مواسات کی بہت اہمیت ہے اور اسے اخلاقی قانون کے طور بیان کیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے کی مالی امداد کرنا، مواسات کے مصداق میں سے ایک ہے۔ مواسات کے مقام تک پہنچنے سے قبل مؤمن کو چاہئے کہ اپنے آپ کو رحمدلی، سخاوت، جوانمردی اور ایثار جیسے جذبوں سے آراستہ کرے۔ حقیقت میں صفت مواسات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان دیگر فضیلتوں سے بھی آراستہ کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اس مفہوم کو لفظ انفاق اور ماعون سے بیان کیا گیا ہے۔

پڑوسیوں سے اچھے برتاؤ کی دوسری مثال چشم پوشی اور رازداری ہے۔ رازداری ایک پسندیدہ صفت ہے اور ذاتی وسماجی وجوہات کی بناپر یہ بہتر ہے کہ انسان خاموش رہے تاکہ اس کے اور دوسروں کے راز اغیار سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ خود سب سے بڑا راز دار ہے۔ اسے ہمارے اعمال، حالات، عیوب اور گناہوں کے بارے میں معلوم ہے اس کے باوجود ستار العیوب ہونے کی وجہ سے وہ ہمارے راز کو چھپاتا ہے۔ لوگوں کے عیب اور ان کے راز کو ظاہر کرنا قابل مذمت عمل ہے اور مؤمن کو چاہئے کہ دوسروں خاص کر پڑوسیوں میں برائیاں تلاش کرنے سے پرہیز کرے۔ اور اگر بر حسب اتفاق پڑوسی کے کسی راز سے واقف ہو جاتا ہے تو اسے دوسروں سے بیان نہ کرے۔

لوگوں میں عیب تلاش کرنا در حقیقت ہماری شخصیت کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ امام علی (ع) کے قول کے مطابق وہ لوگ جو دوسروں کی برائیاں کرتے ہیں اور ان کی اچھائیوں کے بارے میں نہیں بتاتے، ان کی مثال مکھی کی سی ہے جو صاف ستھری جگہ کو چھوڑ کر گندی جگہ پر بیٹھتی ہے۔ (ابوالفتح، ۱۳۶۴، ص ۱۲۹)

پڑوسی کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ہم اس کی حیثیت کا خیال رکھیں۔ پیغمبر اسلام (ص) ارشاد فرماتے ہیں: خدا اور روز قیامت پر یقین رکھنے والے کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور اس کی حرمت کا خیال رکھے۔ (پاینده، ۱۳۸۵، ص ۵۷۳)

امام صادق (ع) ارشاد فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین کی کتاب میں پڑھا ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: پڑوسی انسان کی نفس کی طرح ہے اور اسے کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔ نیز یہ جائز نہیں ہے کہ

پڑوسی کو بلاوجہ مجرم قرار دیا جائے۔اور پڑوسی کا احترام ماں کے احترام کے برابر ہے۔پڑوسی کی حرمت خون کی حرمت کی طرح ہےاور پڑوسی کی قدردانی کرنی چاہئےاگرچہ وہ غیر مسلمان ہو۔(کلینی، ۱۳۷۵، ج ۱، ص ۴۶۵)

جب ہم کسی محلّہ میں رہتے ہیں تو لوگ ہماری شخصیت اور اخلاقی راہ وروش کے بارے میں بات چیت کرتے ہیں اور اگر وہ لوگ مجموعی طور پر ہماری خوبیوں کی تائید کرتے ہیں تو اللہ تعالی کا شکرادا کرنا چاہئے اور اگرایسا نہیں ہے تو پھراپنے رویہ اور برتاؤ میں اصلاح کرنے کوشش کرنی چاہئے اور بری عادتوں سے چھٹکارا پانے کے بارے سوچنا چاہئے۔ابوذر غفاری نے رسول خدا(ص) سے سوال کیا مجھے کیسے پتہ چلے کہ میں اچھاانسان ہوں یا برا؟ پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا: جب تمہارے پڑوسی تمہارے بارے میں اچھا خیال رکھیں تو تم اچھائی کے راستہ پر ہو ورنہ برائی کے راستہ پر ہو۔(فیض کاشانی، ۱۳۷۲، ج ۳، ص ۴۲۵)

پڑوسی کے حق میں عفت و پاکدامنی کا خیال رکھنا، دوسرااہم موضوع ہے۔ روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص عفت و پاکدامنی کے حدود سے تجاوز کرے گا تو قیامت کے روز اللہ تعالی اس کی طرف نظر رحمت نہیں ڈالے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ دوزخیوں کے ہمراہ آگ میں داخل ہو جاؤ۔اس سزا کی وجہ یہ ہے کہ پڑوسیوں میں آپس میں ایک طرح کے اعتماد واطمینان کی فضا حاکم رہتی ہے ،اگر کوئی اس ماحول سے غلط فائدہ حاصل کرتا ہے تو بہت بڑے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔اسی وجہ سے تاکید کی گئی ہے کہ بنا اجازت، دوسرے کے گھر میں داخل نہ ہو۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ گھر کی عورتیں پردہ کرلیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر گھر میں کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ وہ نہیں چاہتا باہر والے اس سے باخبر ہوں۔

پڑوسیوں کا بالواسطہ ایک دوسرے پراثرانداز ہونا لازمی ہے۔ ہر فرد دوسروں کے برتاؤکے مقابلہ میں کچھ عکس العمل پیش کرتا ہے اور یہ عکس العمل محلّہ کے لوگوں پر اثرانداز ہوسکتا ہے۔سیاسی اور سماجی مسائل کے رونما ہونے میں پڑوسیوں کا حصہ ہوسکتا ہے اور بچے ان کی تقلید کرتے ہوئے ان خصوصیات کو اپنے اندر جذب کرلیتے ہیں۔دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ بچے کی شخصیت کے پنپنے اور بننے میں پڑوسیوں کے ساتھ ہمارے برتاؤکا اثر پڑتا ہے۔

مکان خریدنے سے پہلے ہم کو اپنے پڑوسیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرلینی چاہئے۔رسول خدا(ص) ارشاد فرماتے ہیں: گھر سے پہلے پڑوسی، سفر سے پہلے ساتھی اور زاد راہ کاانتخاب کرلینا چاہئے۔(پاینده، ۱۳۸۵، ح ۱۳۱۶)

رسول خدا(ص) ارشاد فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالی متقی و پرہیزگار مسلمان کے ذریعہ اس کے سو پڑوسیوں سے بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔(ایضاً، ج۷، ص ۸۲)انسان کی زندگی میں اچھے پڑوسی کی اہمیت کااندازہ رسول خدا(ص) کی اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے جہاں ارشاد ہوتا ہے: اچھا گھر، اچھا پڑوسی اور اچھی سواری انسان کی خوش نصیبی کی علامت ہے۔(ایضا، ج۲، ص ۱۶۷)

انسان کی خوش نصیبی ہے کہ اسے اچھا پڑوسی نصیب ہوتا ہے۔ اس طرح کے لوگوں سے انس و الفت در حقیقت ان نعمتوں کا شکرانہ ہے جسے اللہ تعالی نے اسے عطا کیا ہے۔ پڑوسی اور محلّہ کے ماحول کاانسان کی نفسیات پر اثر پڑتا ہے۔ استاد مرتضی مطہری کے قول کے مطابق انسان کی روح حساس ہوتی ہے اور دوسروں کی اچھائی یا برائی انسان پر اثر انداز ہونے لگتی ہے لیکن انسان کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔(مطہری، ۱۳۷۲، ص ۲۸۱)

اچھے پڑوسی کی وجہ سے ہماری روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے۔امام صادق(ع) ارشاد فرماتے ہیں: پڑوسیوں سے حسن سلوک، رزق و روزی میں اضافہ کا سبب ہے۔(مجلسی، ۱۳۶۱، ج۱۷، ص۳۹۶)

اسی طرح اگر پڑوسی ہم سے راضی ہیں تو اللہ تعالی ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ رسول خدا(ص) ارشاد فرماتے ہیں: اگر کسی شخص کی اس حال میں موت ہوتی ہے کہ اس کے تین پڑوسی اس سے راضی ہوں تو وہ بخش دیا جائے گے۔(نوری، ۱۴۰۸، ج۸، ص ۴۲۲)

اچھے پڑوسیوں کی وجہ سے شہر کا ماحول پر امن رہتا ہے اور اللہ تعالی کی رحمت و محبت جوش میں آتی ہے۔ پیغمبر اسلامؐ ارشاد فرماتے ہیں: پڑوسیوں سے حسن سلوک، شہروں کو آباد کرتا ہے اور عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ (کلینی، ۱۳۷۵، ج۲، ص ۶۶۷)

اگر پڑوسیوں کا ایک دوسرے سے برتاؤ اخلاقی اقدار کی بنیاد پر نہیں ہوگا تو اس کے برے اثرات سامنے آئیں گے۔ دوسروں کے حقوق کی پابندی نہ کرنے والے پڑوسیوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا ایک مصیبت اور وبال جان ہے۔ لقمان حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے بہت بڑے بڑے بوجھ اٹھائے لیکن برے پڑوسی سے زیادہ سنگین بوجھ نہیں دیکھا۔(کلینی، ۱۳۷۵، ج۲، ص۶۷۷)

پیغمبر اسلام(ص) نے تین چیزوں کو کمر شکن مصیبت قرار دیا ہے، ان میں سے ایک ایسا پڑوسی ہے جس کا دل تمھیں رسوا کرنے کے در پے ہے، تمہاری خوبیوں کو چھپاتا ہے اور برائیوں کو آشکار کرتا ہے۔(حمیری، ۱۳۷۱، ص۸۱)

البتہ اگر کسی پڑوسی کا اخلاق اچھا نہیں ہے تو صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے اسے ان کو صحیح راستہ پر ہدایت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جیسا کہ امام موسی کاظم (ع) ارشاد فرماتے ہیں: پڑوسی کے آزار و اذیت کو برداشت کرنا حسن سلوک کی مثال ہے۔ (بحرانی، ۱۳۸۴، ص۴۰۹)

پڑوسیوں کا احترام کرنا اور ان کو آزار و اذیت نہ دینا حسن ہمجواری کی ایک علامت ہے۔ پیغمبر اسلام نے (ص) اسے ایمان کی نشانیوں میں سے بتاتے ہوئے فرمایا ہے: خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھنے والا فرد، اپنے پڑوسی کو آزار و اذیت نہیں پہنچائے گا۔ (عاملی، ۱۳۸۷، ص۱۰۵) لہٰذا پڑوسی کی جان و مال کی حفاظت کرنا اور اسے آزار و اذیت دینے سے پرہیز کرنا ایمان کی ضروریات میں سے ہے۔

پڑوسیوں کے باب میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ نہی عن المنکر سے مراد معاشرہ میں موجود برائیوں پر تنقید کرنا ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے پڑوسی مسلسل طور پر اخلاقی اقدار کو پامال کر رہے ہیں اور برائیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ حسن تدبیر کے ساتھ اور معقول طریقے سے اپنی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے انہیں سمجھائیں اور ان کو صحیح راستہ کی طرف ہدایت کریں۔

دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ پڑوسی ایک دوسرے کے تئیں ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ذمہ داری کا یہ احساس تمام سماجی تعلقات میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے اور مختلف تہذیبوں میں اس کا چلن ہے۔ مثال کے طور پر ہر مذہب کے ماننے والے اپنے مذہب کے نظری اور عملی اقدار کی حفاظت کے لئے ذمہ داری کا احساس کرتے ہیں۔ (گیدنز، ۱۳۷۸، ص۱۳۵)

انسانوں میں ایک دوسرے کے تئیں احساس ذمہ داری کے ذریعہ پڑوسیوں کے برتاؤ کا تعین کیا جاتا ہے۔ اور اسلام نے ان تعلقات کو مزید بہتر بنانے کے لئے خاص احکام و قوانین بنائے ہیں۔ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے پڑوسی کو مسلسل گناہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہے لیکن اس کو اس عمل سے نہیں روکتا ہے تو وہ اس گناہ میں اس کا شریک ہوگا۔ (دیلمی، ۱۳۸۳، ج۱، ص۱۸۳)

منابع:

قرآن کریم

نہج البلاغہ (۱۳۸۵)، ترجمہ، فیض الاسلام، تہران، نشر زرین

صحیفہ سجادیہ، (۱۳۷۹)، ترجمہ حسین انصاریان، تہران، پیام آزادی

ابن بابویہ، محمد بن علی (۱۳۸۲)، ثواب الاعمال و عقاب الاعمال، قم، نشر نسیم کوثر

ابن سینا، حسین بن عبداللہ، (۱۴۰۴)، الشفا، تحقیق، قنواتی وزاید، قم، انتشارات کتابخانہ نجفی

ابوالفتح، محمد کراجکی، (۱۳۶۴)، نزهة الخواطر، ترجمہ، معدن الجواہر، ترجمہ فارسی، عباس قمی، تہران، نشر اسلامیہ
انصاریان، حسین، سیری در نماز، تہران، نشر انجمن خدمات اسلامی،
آمدی، عبدالواحد بن محمد، (۱۳۷۷)، غرر الحکم و درر الکلم، تحقیق مصطفی درایتی و حسین درایتی، قم، مرکز انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی
بحرانی، شیخ حسین، (۱۳۸۴)، تحف العقول، ترجمہ علی اکبر غفاری، تہران، انتشارات اسلامیہ
برزگر کلیمیشی، ولی اللہ، (۱۳۷۲) اسلام و اجتماع علی بن ابیطالب، تہران، نشر سازمان تبلیغات اسلامی
پاینده، ابوالقاسم (۱۳۸۵* نہج الفصاحہ، تہران، انتشارات بدرقہ جاویدان
جوادی، آملی، عبداللہ (۱۳۸۹)، تفسیر تسنیم، قم، نشر مؤسسہ اسرا
حمیری، عبداللہ بن جعفر، (۱۳۷۱)، قرب الاسناد، تہران، نشر مؤسسہ آل البیت، لاحیاء التراث
دیلمی، محمد حسن (۱۳۸۳)، ارشاد القلوب، ترجمہ سید عباس طباطبائی، قم، انتشارات اسلامی
شبر، سید عبداللہ (۱۴۱۲)، تفسیر القرآن الکریم، قم، نشر دار الہجرۃ
شیخ حر عاملی، محمد بن حسن، آداب معاشرت از دیدگاه معصومین، تہران، بنیاد پژوہش ہای علمی
شیخ مفید، محمد بن نعمان، (۱۳۶۴)، امالی، ترجمہ حسین استاد ولی، تہران، بنیاد پژوہش ہای اسلامی
طباطبائی، محمد حسین، (۱۳۷۷)، تفسیر المیزان، قم، نشر جامعہ مدرسین
طبرسی، فضل بن حسن، (۱۳۶۸)، مجمع البیان، تصحیح ابوالقاسم گرجی، قم، مرکز مدیریت حوزہ علمیہ قم
فیض کاشانی، ملا محسن، (۱۳۷۲)، المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء، ترجمہ محمد صادق عارف، مشہد، نشر بنیاد پژوہش ہای اسلامی
کلینی، محمد بن یعقوب، (۱۳۷۵)، کافی، تہران، انتشارات اسوہ
مجلسی، محمد بن باقر، بحار الانوار، قم، انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی
مطہری، مرتضی، (۱۳۷۲)، جامعہ و تاریخ (مقدمہ ی بر جہان بینی اسلامی)، تہران، نشر صدرا
مکارم شیرازی، ناصر (۱۳۸۰) اخلاق در قرآن، قم، مدرسہ امام علی
مہدوی کنی، محمد سعید، (۱۳۸۷)، دین و سبک زندگی، تہران، دانشگاہ امام صادق
نوری میرزا حسین (۱۴۰۸)، مستدرک الوسایل، قم، مؤسسہ آل البیت لاحیاء التراث